سوال

(47) اول شب میں تراویح پڑھنا اور آخر شب میں وتر پڑھنا

جواب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

رمضان مبارک میں بعض لوگوں کا یہ طرز عمل ہے کہ وہ اول شب میں تروایح ادا کرلیتے ہیں مگر وتر نہیں پڑھتے۔ پھر آخر شب میں اٹھ کر تہجد پڑھتے ہیں اور اسی کے ساتھ وتر بھی۔ کچھ لوگ اس پر معترض ہیں وہ کہتے ہیں کہ:

(الف) رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو جو تین دن تراویح کی نماز پڑھائی تھی اس کے متعلق حضرت جابر کے یہ الفاظ صلی بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شہر رمضان ثمان رکعات فأوتر سے ظاہر یہی معلوم ہوتا کہ تراویح کے ساتھ ہی آپ ﷺ نے وتر بھی پڑھ لی تھی۔ لہذا یہ طریقہ کہ تراویح پڑھ کر وتر نہ پڑھی جائے بلکہ اس کو تہجد کے ساتھ اخیر رات میں پڑھا جائے اس کے خلاف معلوم ہوتا ہے؟

(ب) حضرت عائشہ سے خاص رمضان کے متعلق سوال کیا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کیا تھی؟

توانہوں نے کہا کہ: آنحضرت ﷺ کی نماز رمضان ہو یا غیر رمضان (عموما) گیارہ رکعت مع وتر سے زیادہ نہیں ہوتی تھی۔ معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی آپ ﷺ کے قیام اللیل کی کل رکعتیں صرف گیارہ ہوتی تھیں پس مذکورہ بالا طرز عمل اس حدیث کے خلاف بھی ہے۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة الله وبرکاته!

الحمد لله، والصلاة والسلام علىٰ رسول الله، أما بعد!

(ج) جب تہجد اور تراویح درحقیقت دونوں ایک چیز ہیں تو پھر اول شب میں پڑھ لینے کے بعد آخر شب میں دوبارہ پڑھنا گویا ایک ہی نماز کو دومرتبہ پڑھنا ہے۔ اور یہ بروایت ابن عمر ممنوع ہے۔ حیث قال: سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول: لا تصلو صلوۃ فی یوم مرتین (ابوداود)

اب سوال یہ ہے کہ کیا معترضین کے یہ استدلالات صحیح ہیں؟ اور ان استدلات کی بنا پر مذکورہ بالا طرز عمل ناجائز یا خلاف اولیٰ کہنا ٹھیک ہے؟ اگر ٹھیک ہے تو پھر اس باب میں افضل صورت کیا ہے؟ مکتوب

ج: حنفیہ وشافعیہ وغیرہ کے نزدیک تہجد اور تراویح کے درمیان مصداق اور مفہوم دونوں اعتبار سے فرق ہے۔

العرف الشذی 1/234 (تقریر ترمذی انور شاہ مرحوم) وبین التراویح واالتہجد فی عہدہ علیہ السلام لم یکن فرق فی الرکعات بل فی الوقت والصفة ای التراویح بالجماعة فی المسجد بخلاف التہجد

وإن الشروع فی التراویح یکون فی أول اللیل وفی التہجد فی آخر اللیل انتہی ہوسکتا ہے کہ جولوگ اول شب میں تروایح ادا کرتے ہیں اورآخر شب مین تہجد اوراس طرح تروایح اور تہجد کے درمیان جمع کرتے ہیں وہ قائلین فرق کے ہم خیال ہوں۔ قائلین فرق بین التراویح والتہجدکہتے ہیں کہ حضرت جابر کی حدیث مذکورہ فی السوال ضعیف (آثارالسنن اللنیموی وغیر ذلک من کتب الحنفیہ) اورحضرت عائشہ کی حدیث میں تہجد کا بیان ہے نہ تروایح کا۔ ہذا لجھود میں ہے :

یشکل ہذاری حدیث عائشہ المشارالیہ فی االسوال بصلوۃ التراویح فانہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث لیال تم ترکہا فرضیتہا والجواب عنہ : أن ہذاالحدیث لاتعلق لہ بالتراویح لانفیا ولااثباتافکانہا صلاۃ اخری والاستدلال بہذاالحدیث علی ان التروایح ثمان رکعات لغوہکذاکتب مولانا محمدیحیی الرحوم من تقریر شیخہ انتہی ویعنی بشیخہ الشیخ رشید احمد : کنکوہی وقال القاري قولہ فی رمضان اي فی لیالیہ وقت التہجد فلاینافیہ زیادۃ فصلاہابعد صلوۃ العشاء من صلوۃ التراویح انتہی مرقاۃ

قلت : حدیث جابرلیس بضعیف بل ہو حسن وقدرد شیخنافی شرح الترمذی وغیرہ من عملاء اہل الحدیث فی تصا نیفہم علی من رام تضعیفہ من الحنفیۃ واما حمل الکنکوہی والقاري حدیث عائشہ علی غیر التراویح فہوتصا نیفہم علی من رام تضعیفہ من االحنفیۃ والشافعیۃ ممن مضی کماسیاتی فلایلتفت الی ماقالا بہ اور عبداللہ بن عمر کی حدیث مذکورفی السوال ان کے مذہب پرمذکور بالاطرز عمل کے مخالف نہیں ہے وہوظاہر لمن لہ ادنی تامل ہمارے نزدیک تراویح اور تہجد کے درمیان فرق کرنا یعنی دونوں کا مصداق الگ الگ بتانا صحیح نہیں لانہ مخالف للاحادیث الصحیحۃ اوراگر بالفرض دونوں درمیان باعتبار مصداق کے فرق ہو بھی تورسول اللہ ﷺ اورصحابہ کرام سے تراویح اور تہجد کے درمیان جمع کرناکسی ضعیف روایت سے ثابت نہیں خود قائلین فرق کوبھی اس کااقرار ہے۔ العرف الشذي (1/234) میں ہے فلم یثبت فی روایۃ من الروایات انہ علیہ والسلام صلی التراویح والتہجد علحدۃ فی رمضان بل طول التراویح (الی ان قال فی بیان معنی قول عمر : والتی تنامون عنہا خیر مماتقومون الخ ولا یتوہم ان مراد عمران یاتوبالتہجد ایضا فانہ لم یثبت عنہ علیہ السلام ولا عن الصحابۃ جمعہم بین التراویح والتہجدا نتہی :

میرے نزدیک : تہجد۔ صلوۃ اللیل۔ قیام اللیل۔ قیام رمضان۔ تراویح۔ ان پانچوں کا مصداق ایک ہے۔ غیر رمضان میں رسول اللہ ﷺ کی نماز تہجد ہوتی تھی۔ وہی رمضان میں آنحضرت ﷺ کا قیام رمضان یعنی : تراویح ہوجاتی۔

(2) آپ ﷺ نے تہجد رات کے اول وسط اورآخرتینوں حصوں میں ادافرمایا ہے اورچوں کہ تہجد اورقیام رمضان (تراویح) دونوں ایک ہیں اس لیئے تراویح بھی رات کے ہر حصہ میں اداکی جاسکتی ہے۔

(3) آں حضرت ﷺ نے خودتراویح اول شب کے بعد بھی بلکہ وسط شب کے بعد اداکی ہے۔

(4) اسی طرح آپ ﷺ نے تراویح باجماعت اوربغیر جماعت کے دونوں طرح ادافرمائی ہے۔

(5) ونیز مسجد میں بھی پڑھی اورگھر میں بھی اورصحابہ کوجماعت کے ساتھ یاانفراد گھر میں تراویح پڑھنے کی تاکید فرمائی۔ ارشاد ہے : فصلوأیہا الناس فی بیوتکم فان أفضل صلوۃ المرء فی بیتہ (1)

(6) غیر رمضان میں تہجد بھی آپ ﷺ نے باجماعت ادا فرمایا ہے۔ ان تمام دعووں پردلائل حدیثیہ معتبرہ قائم اور موجودہیں۔ یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں۔ ولولا ضیق النطاق لاتینا بہاجمیعا

اصل سوال کاجواب : اگرکوئی شخص اول شب میں جماعت کے ساتھ یااکیلا آٹھ رکعت اورکبھی دس رکعت یہ سمجھ کرپڑھے کہ رسول اللہ ﷺ سے رمضان کی تراویح مسنون (قیام رمضان جس پر مخصوص ثواب کاوعدہ کیاگیا ہے) اداہوجائیں گی لیکن ثواب موعود مخصوص کے علاوہ محض مزید ثواب حاصل کرنے کی نیت سے آخرشب کوافضل سمجھ کراس میں بھی کچھ نوافل (جن کے بارے میں اس کواختیار ہے کہ پڑھنے یانہ پڑھے اورجوموکد نہیں ہیں) اداکرے بشرطیکہ اول شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کوتراویح اوران زوائد نوافل کوتہجد نہ سمجھے تو اس کا یہ طرز عمل ناجائزہوگااورنہ مکروہ۔ اس طرز عمل کے ناجائزیاخلاف اولیٰ ہونے پرمذکورہ بالاہر سہ استدلال مخدوش ہے۔

(الف) حضرت جابر کی حدیث مذکورفی السوال میں لفظ : صلی فاوتر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے وتر تراویح کے بعد بلاتاخرو توقف ادا فرمائی ۔ لیکن یہی حدیث قیام الیل للمروزی میں بایں لفظ مروی ہے : صلی رسولال اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی رمضان ثمان رکعات ثم اوترااور حافظ زیلعی نے نصب الرایہ تخریج ہدہیہ میں بایں لفظ نقل کیا ہے : فصلی ثمان رکعات واوتر

ظاہر ہے کہ یہ الفاظ تراویح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بلاتوقف وتاخیر وتر ادا کرنے پر نہیں دلالت کرتے اوراگر یہ ثابت بھی ہوجائے کہ آں حضرت ﷺ نے بلاتاخیر اورکسی شفع کے ذریعہ فصل کیئے ہوئے بغیر تراویح کے ساتھ وترادا کرلی تھی تومذکورہ طرز عمل ہوجائے اس حدیث کے خلاف نہیں ہوگا کیوں کہ یہ نوافل بھی تراویح کا ہی حصہ ہیں ۔ اوراس کے حکم میں ہیں ۔ مگراس طرح کہ پڑھنے والاان کے بارے میں میں مخیر ہے گویا یہ نوافل تراویح سے خارج اوراس کے علاوہ نہیں ہیں بلکہ اس کے اجزازوائد ہیں پس اس شخص کی وتر بھی تراویح کے ساتھ بغیر توقف کے ادا ہوئی یہ نوافل تراویح سے الگ نہیں ہیں.بجائے تراویح کے تہجد کے ساتھ وتر کاادا کرنالازم آئے کیون کہ رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں ایک ہیں یہاں زیادہ سے زیادہ یہ بات پائی گئی کہ اس نے تراویح کے کچھ حصہ اول آئے کیونکہ رمضان میں تراویح سے الگ تہجد نہیں ہیں.بجائے تراویح کے تہجد کے ساتھ وتر کاادار کرنا لازم آئے کیوں کہ رمضان میں تراویح اور تہجد دونوں ایک ہیں زیادہ سے زیادہ یہ بات پائی گئی کہ اس نے تراویح کے کچھ حصہ کواول شب میں اداکیا اورکچھ حصہ کوزائد اورنوافل کے درجہ میں غیر موکد ہے آخرشب میں اداکیا وھذالاباس بہ اس حدیث سے اعتراض توان لوگون پر پڑے گاجوتراویح اور تہجد میں فرق کریں اوراول شب کی رکعتوں کوتراویح اورآخرشب کی نوافل کو تہجد سمجھیں اوروتر کوتراویح کے.بجائے تہجد کے ساتھ اداکریں ۔ وہذالم نقل بہ فلایرد علینا ۔

ونیز حضرت جابر کی حدیث میں طریق عمل مذکور ہے یہ اس شخص کےلئے ہے جواول شب میں تراویح یا تہجد پڑھنے پر یہ اس شخص کےلئے ہے جواول شب میں تروایح یا تہجد پڑھنے پر اکتفا کرے.بخلاف اس شخص کے جوترواویح یا تہجد کی کچھ رکعتیں اول شب میں ادا کرنا چاہے اورکچھ آخر میں توایسے شخص کےلئے (اجلعوآخرصلوتکم بالیل وتر (بخاری کتاب الوترباب لیجعل آخرصلوتہ وترا12/12) کی روسے وتر موخرکرکے آخرشب کی نوافل کے بعد اداکرنا اولی افضل ہے ۔ ونیز حدیث جابر سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ آں حضرت ﷺ کی وتر جس قدرتطوع آپ کواداکرنا تھا اس سے متصل تھی یعنی : آپ نے اس کوموٴخر نہیں کیا تھا۔اب جو شخص آخررات میں نفل ادا کرکے وتر پڑھے اس کی وتر بھی تطوع سے موٴخر نہیں ہوگی ۔ فلامخالفۃ بین فعلہ ومایدل علیہ حدیث جابر

ونیز حضرت جابر کی حدیث تروایح کی آٹھ رکعتوں کے ساتھ بغیر توقف وتاخیر کے وتر پڑھنے کے وجوب پر نہیں دلالت کرتی کہ مذکورہ طرز عمل کوناجائز کہا جائے ۔

(ب) حضرت عائشہ حدیث میں بلاشک وشبہ تراویح کا ہی بیان ہے ملاحظہ ہوفتح القدیر لابن الھمام الحنفی11/198نصب الرایہ للزیلعی الحنفی2/153موطا امام مالک (261ص :88)العرف الشذی للمولوی انورشاہ الحنفی1/234معرفۃ السنن للبیھقی الشافعی4/495صلوۃ التراویح للسیوطی الشافعی ص19فتح الباری للحافظ ابن حجر الشافعی 4/25/عمدۃ القاری للعینی الحنفی11/162عارضۃ الحوذی لابن العرجی المالکی4/21فتح سر المنان (مخطوطہ) للمولوی عبدالحق الدہلوی الحنفی

لیکن یہ حدیث مذکورہ طرزعمل کے خلاف نہیں ہے ۔ خلاف اس وقت ہوتی جب گیارہ سے زائد رکعتوں کو جواخیر شب میں ادا کی جائیں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ معمولہ اور سنت مسلوکہ اوراحادیث میں بیان کردہ مخصوص ثواب کا موجب اورباعث سمجھ کر پڑھا جائے ۔ اول شب میں معین رکعتوں کو پڑھ چکنے کے بعد آخرشب میں بھی نوافل پڑھنے والا تویہ سمجھتا ہے کہ تروایح کے بارے میں سنت نبوی ثابتہ پر آٹھ رکعت اداکرنے سے عمل ہوگیا جوآپ اپنی جگہ پر کامل اوراکمل ہے اوروہ ان کے اداکرنے سے ثواب مخصوص زیادہ ملے گے اورگیارہ سے زیادہ ممانعت یا کراہت بھی ثابت نہیں ہے محض زیادتی ثواب کےلئے وسط شب یا آخرشب میں کچھ اور نقل (بغیر تعین کے چاریاچھ یاآٹھ یادس یا بارہ علی ہذالقیاس) پڑھ لیتا ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ سمجھ کر پڑھنے میں نہ حدیث مذکورہ کی مخالفت ہے نہ ارتکاب ہے نہ ارتکاب مکروہ اورترک اولیٰ ۔ اس کی مثال توایسی ہے کہ احادیث میں بعض اذکار کے معین اعداد مخصوص عظیم اوراجر مذکور ہے اب اگرکوئی شخص اس بیان کردہ ثواب کےلئے اس عدد کوکافی سمجھتے اورحدیث میں اس عدد معین پر ذکرکردہ مخصوص ثواب ملنے کا یقین رکھتا ہو محض ثواب کےلئے اس ذکر کوچند باراورکہہ لے ۔ ظاہر ہے کہ اس طرز عمل کوحدیث کے خلاف نہیں کہا جائے گا نہ مکروہ اور خلاف اولی ۔ اس طرح یہاں بھی مذکور طرز عمل حدیث عائشہ کے خلاف نہیں ہوگا۔

ونیز نسائی اورداود کتاب قیام الیل باب نھی النبی ﷺ عن وترین فی لیلۃ3/229) عَنْ قَيْسِ بْنِ طَلْقٍ، قَالَ : زَارَنَا أَبِي طَلْقُ بْنُ عَلِيٍّ فِي يَوْمٍ مِنْ رَمَضَانَ، فَأَمْسَى بِنَا وَقَامَ بِنَا تِلْكَ

اللَّيْلَةَ، وَأَوْتَرَ بِنَا، ثُمَّ انْحَدَرَ إِلَى مَسْجِدٍ فَصَلَّى بِأَصْحَابِهِ حَتَّى بَقِيَ الْوِتْرُ، ثُمَّ قَدَّمَ رَجُلًا فَقَالَ لَهُ: أَوْتِرْ بِهِمْ، فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «لَا وِتْرَانِ فِي لَيْلَةٍ» (حدیث: 1679)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تراویح کی معین (آٹھ) رکعتوں سے رکعتوں سے زائد نفل پڑھنے کو صحابہ اور تابعین ناجائز اور مکروہ اور خلاف اولی نہیں سمجھتے تھے۔ اور اس حدیث میں احتمال کہ تراویح مسنونہ کی بعض رکعتیں ایک جگہ قبل وتر کے اور بقیہ رکعتیں بعد وتر کے کسی مسجد میں ادا کیں بعید ہے ولا یترک الظاہر بالمحتملات البیعدۃ

(ج) حدیث ابن عمر بھی مذکورہ ہے طرز عمل کے خلاف نہیں ہے اس لئے حدیث مذکورہ میں صلوۃ سے مراد فریضہ ہے اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ فرض نماز ایک مرتبہ ادا کرلینے کے بعد دوبارہ فرض کی نیت اور جہت سے نہ دہرائی جائے (نیل 3/189) اور تراویح یا تہجد سنت ہے نہ فرض اور اگر صلوۃ کو عموم پر محمول کیا جائے تب بھی مخالفت نہیں ہوگی کیونکہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہی نماز کو دوبارہ نہ پڑھو چنانچہ نسائی میں یہی روایت: لاتعاداالصلوۃ فی یومین مرتین اور صحیح ابن حبان میں: نہانی ان نعید صلوۃ یوم مرتین (زیلعی 2/148) کے ساتھ مروی ہے اور آخر شب میں نوافل پڑھنے والے شب میں پڑھی ہوئی رکعتوں کا اعادہ نہیں کرتے بلکہ یہ رکعتیں تراویح کی سمجھ کر ادا کرتے ہیں لیکن نوافل زوائد کے درجہ میں۔ وہہنا وجہان آخران للرد علی من یظن المخالفۃ بین حدیث ابن عمر ہذا والعمل الذکور اعرضنا عن ذکرہا لما فیہما من التکلف والبعد عن الاصابۃ

خلاصہ جواب کا یہ ہے کہ اوپر بیان کردہ قید وشرط کے ساتھ کوئی شخص آخر شب میں نوافل پڑھے اور اس وقت وتر ادا کرے تو یہ طرز عمل ناجائز اور مکروہ نہیں ہوگا بلکہ کراہت جائز ہوگا۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔ کتاب الصیام

صفحہ نمبر 144

محدث فتویٰ